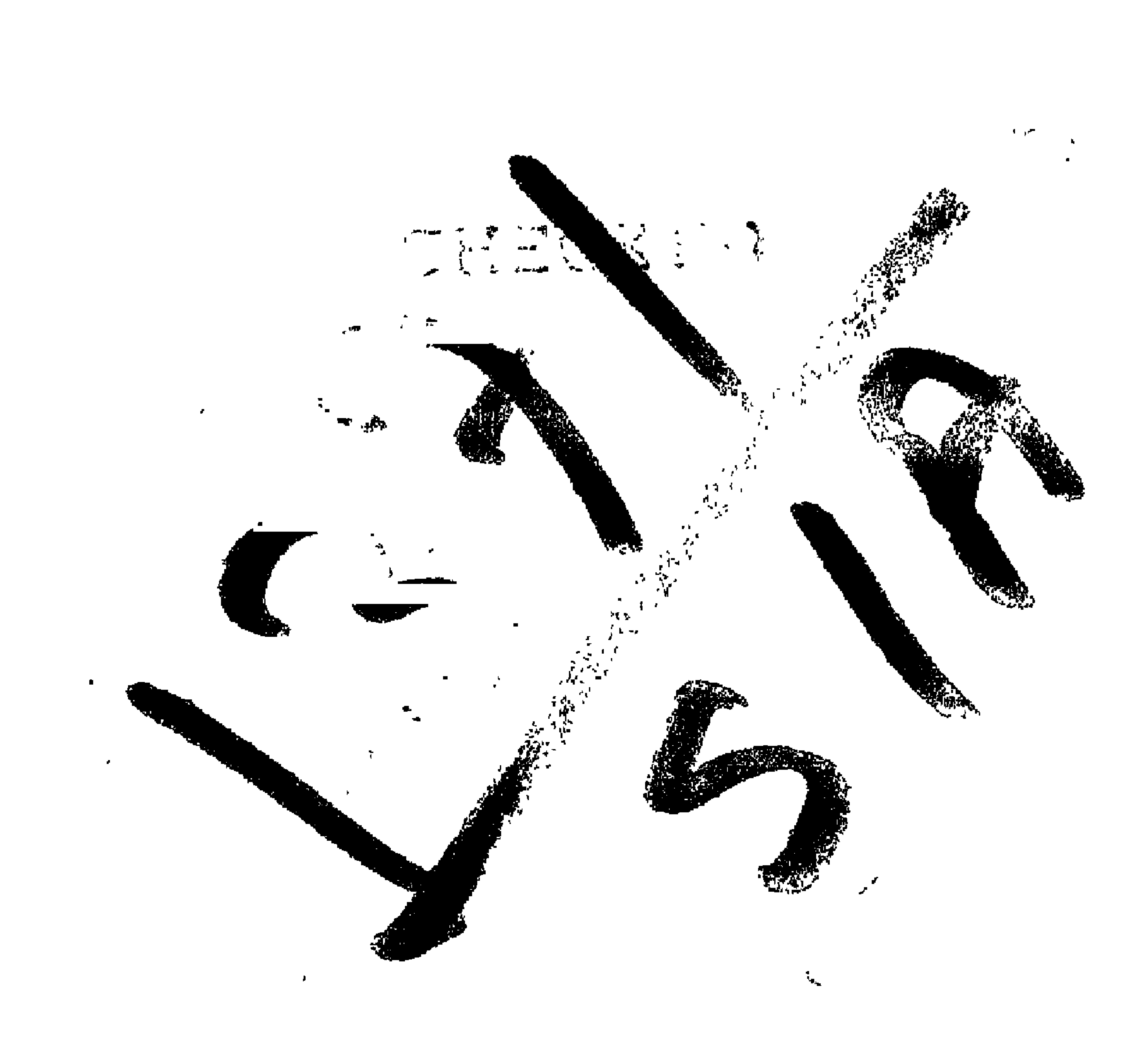




وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ
للہ الحمد والمنۃ کہ درین زمان میمنت اقتران ہمایون انجام فرحت عنوان
رسالہ فیض مقالہ قالعۃ الصدور ربابیہ نجابیہ الحسنی
تحریر اہل اللہ
فی تفسیر
ما اہل بہ [illegible]
تالیف الیف فاضل اجل عالم اجمل جناب مولانا مولوی لطافت حسین صاحب دامت برکاتہم
باہتمام تام الراجی رحمۃ ربہ القوی المنان قاضی علیمان حفظہ اللہ عن شر الزمان
در مطبع [illegible] مزین و محلی بزیور طبع آراستہ شد



الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علیٰ سید المرسلین
خاتم النبیین سیدنا محمد وآله واصحابه واحبابه اجمعین بعد
حمد وصلوٰة کے واضح ہو کہ ایک رسالہ بنام نہاد تحقیق آیت کریمہ ما اھل به
لغیر الله تصنیف نور محمد بن عبد الصمد سے مطالعہ میں آیا چونکہ وہ رسالہ
مشتمل تھا دعاوی باطلہ اور اکاذیب لاطائلہ پر اور نیز مستلزم تھا تضلیل
بلکہ تکفیر علماء کرام وائمہ اسلام پر لہٰذا واسطے حفظ اہل اسلام کے یہہ رسالہ
مختصر متعلق اوسکے لکھا گیا ساتھ حوالہ ونقل کتب معتبرہ معروفہ ومشہورہ
علماء معتمدین کے تاکہ تطبیق اوسکی ہر شخص پر آسان ہو والله تعالیٰ ھو الموفق
والمعین۔ واضح ہو کہ رسالہ مذکورہ میں ادعا کیا الذبیحة علیٰ اربعة اقسام
ذبیحة ذکر اسم الله علیه خاصة حقیقة اوحکما وذبیحة لم یذکر
اسم الله علیه لا حقیقة ولا حکما وذبیحة علی النصب تعظیما لها وذبیحة
منذورة لغیر الله هٰذه الثلاثة الاخیرة حرام قطعا ومستحله کافر
لا محالة الخ **اقول** ادعا کفر یقینی اور حرمت قطعی کا اس مقام پر جو علی الاطلاق

کیا بوجوہ محل کلام ہے اور استدلال ناتمام ہے اولاً دلیل میں لکھا والدلیل
للشافعیۃ قولہ تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ای حالۃ
عند ذبحہ تحقیقاً او تقدیراً کالمؤمن فانہ بخلاف الناسی الی اخرہ
حالانکہ مومن متعمد کی ذبیحہ کو حرام قطعی ٹھہرانے سے اس کی مستحل کو کافر لامحالہ
قرار دینا بہت ائمہ اسلام کو کافر ٹھہرانا ہے چنانچہ امام شافعی علیہ الرحمۃ
کے مذہب میں ناسی اور متعمد کا ایک ہی حکم ہے کہ بہرحال ذبیحہ حلال ہے
پس جزم کفر مستحل حرمت قطعی و یقینی کا کرنا بیجا خیال ہے تفسیر کبیر میں ہے
قال الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ہذا النہی مخصوص بما اذا ذبح علی اسم
النصب ویدل علیہ وجوہ احدہا قولہ تعالیٰ وانہ لفسق واجمع المسلمون
علی انہ لا یفسق آکل ذبیحۃ المسلم الذی ترک التسمیۃ وثانیہا قولہ
تعالیٰ وان الشیطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم وہذہ المناظرۃ
انما کانت فی مسئلۃ المیتۃ روی ان ناساً من المشرکین قالوا للمسلمین
ما یقتلہ الصقر والکلب تاکلونہ وما یقتلہ اللہ تعالیٰ فلا تاکلونہ وعن
ابن عباس انہم قالوا تاکلون ما تقتلونہ ولا تاکلون ما یقتلہ اللہ فہذہ
المناظرۃ مخصوصۃ باکل المیتۃ وثالثہا قولہ تعالیٰ وان اطعتموہم
انکم لمشرکون وہذا مخصوص بما ذبح علی النصب یعنی لو رضیتم بہذہ
الذبیحۃ التی ذبحت علی اسم الٰہۃ الاوثان فقد رضیتم بالٰہیتہا وذلک
یوجب الشرک قال الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فاول الآیۃ وان کان عاماً
بحسب الصیغۃ الا ان اٰخرہا لما حصلت فیہ ہذہ القیود الثلاثۃ

علمنا ان المراد من ذلك العموم هو الخصوص ومما يؤكد هذا المعنى
هو انه تعالى قال ولا تاكلوا مما لم يذكر اسم الله وانه لفسق فقد صار
هذا النهي مخصوصا بما اذا كان هذا الاكل فسقا ثم طلبنا فى كتاب الله
تعالى انه متى يصير فسقا فرايناه هذا الفسق مفسرا فى آية اخرى وهو
قوله تعالى قل لا اجد فيما اوحي الي محرما على طاعم يطعمه الا
ان يكون ميتة او دما مسفوحا او لحم خنزير فانه رجس او فسقا
اهل لغير الله به فصار هذا الفسق في هذه الاية مفسرا بما اهل به لغير الله
واذا كان كذلك كان قوله تعالى ولا تاكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه
وانه لفسق مخصوصا بما اهل به لغير الله والمقام الثانى ان نترك
التمسك بهذه المخصصات لكن نقول لم قلتم انه لم يوجد ذكر الله
هاهنا والدليل عليه ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
قال ذكر الله تعالى مع المسلم سواء قال او لم يقل ويحمل هذا الذكر
على ذكر القلب والمقام الثالث هو ان ان نقول هب ان هذا الدليل
يوجب الحرمة الا ان سائر الدلائل المذكورة فى هذه المسئلة
توجب الحل ومتى تعارضت وجب ان يكون الراجح هو الحل لان
الاصل فى الماكولات الحل الى آخره خلاصہ یہ کہ مسائل اختلافیہ علماء
اہل سنت میں غایۃ الامر کلام ترجیح حلت یا ترجیح حرمت میں اور اولویت
وعدم اولویت میں ہو سکتا ہے لیکن ادعاء قطعیت ویقینیت کا کرکے
حکم کفر کا مرتب کرنا محض گمراہی ہے اور ثانیاً لکھا والدلیل الثالث

قولہ تعالیٰ وما ذبح علی النصب وان لم یسمع فیہ اھلال بہ لغیر اللہ وزعم صاحبہ انہ ذبح باسم اللہ الخ **اقول** اکابر ائمہ دین تصریح فرماتے ہین کہ ذبح لغیر اللہ اور ذبح للطواغیت اور ذبح علی الانصاب اور دوسرے الفاظ متقاربہ سے کہ بیچ اس باب کے کتاب اور سنت مین وارد ہین مراد وہ ہے کہ ذبح ساتھ نام غیر کے کیا جاوے پس سوائے ذکر اہلال غیر کے باوجود ذبح ساتھ نام اللہ کے حکم حرمت اور کفر کا اور داخل کرنا ذبح علی الانصاب مین محل کلام ہے امام نووی شرح صحیح مسلم شریف مین فرماتے ہین اما الذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ الی آخرہ فلینظر اور ثالثاً لکھا

والدلیل الرابعۃ قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر ثم عقبہا وما اھل بہ لغیر اللہ الخ **اقول** اس مقام پر ذبیحہ منذورہ لغیر اللہ کو علی الاطلاق قسم رابع قرار دیا ہے اور سابقاً اوسکو قسم ثالث مین داخل کیا تھا وھل ھذا الا تھافت اور رابعاً لکھا اذا ذکر علیہ اسم اللہ یقال ذکر اسم اللہ علیہ ولا یقال اھل باسم اللہ تعالیٰ لان الاھلال عین الشارع للنذر والتقرب فی ابتداء الذبح فان کان للہ فللہ وان کان لغیر اللہ الخ **اقول** عامہ مفسرین نے تصریح فرمائی ہے کہ اہلال لغیر اللہ سے ذکر اسم غیر اللہ عند الذبح مراد ہے اور اہلال للہ سے ذکر اسم اللہ وحدہ مراد ہے اور محل عرف شرعی مین بمعنے ذابح کے ہے پس مدار اوسکا تعین نذر و تقرب پر رکھنا مخالف اتفاق مفسرین کی ہے ہان فقہا و مفسرین کو اختلاف اس امر مین ہے کہ ذکر اسم غیر اللہ جو عند الذبح محرم ہے اور اوسکا اسم

آیۂ کریمہ میں بیان ہو وہ مخصوص ہے ساتھ ذکر اصنام کے یا عام ہے جمہور کا مذہب تعمیم کا ہے تفسیر وسیط امام واحدی میں ہے معنی ما اھل بہ لغیر اللہ ما ذبح للاصنام وذکر علیہ اسم غیر اللہ ھذا قول جمیع المفسرین الخ اسیطرح تمام مفسرین سلف وخلف سے ثابت ہوتا ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ترجمۂ فتح الرحمن میں لکھا ہے سورۂ بقرہ وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وی بغیر خدا سورۂ مائدہ وآنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود سورۂ انعام یا آنچہ فسق باشد کہ برای غیر خدا آواز بلند کردہ شود نام غیر خدا بذبح او الخ پس تمام مفسرین کو جاہل ٹھہرانا حماقت ہے اور خامسًا لکھا فاذا کان للہ فحلال بالتسمیۃ وان کان لغیر اللہ فحرام ولو بالتسمیۃ کما فی تفسیر الرحمان فی سورۃ المائدۃ تحت قولہ تعالی وما اھل لغیر اللہ بہ فانہ ان ذکر معہ اسم اللہ فقد عارض المطھر المنجس مع نجاستہ بالموت وان لم یذکر فقد زید فی تنجسہ ھکذا فی العمدۃ وفی سورۃ الانعام او فسقا ای خروجا عن الدین الذی ھو کالحیات للطھرۃ اھل بہ لغیر اللہ ای صوت فیہ باسم غیر اللہ ای بسبب ذبحہ لہ فانہ وان قرن باسم اللہ لا یؤثر معہ فی التطھیر الخ اقول کمال کیا کی صاحب رسالہ کے ساتھ ہے اور اکی کے اس مقام سے ثابت ہو دعوی کیا کہ ذکر اسم اللہ کے مقام پر اہل باسم اللہ اور ذکر اسم غیر اللہ کے مقام پر اہل لغیر اللہ صحیح نہیں ہے پھر دعوے کیا کہ نذر غیر اللہ کفر ہے اور منذورہ حرام ونجس ہے اگرچہ صرف تسمیہ حق سبحانہ کا کیا جاوے حالانکہ عبارت مذکورہ تفسیر میں کسی دعوے کا

ذکر نہین ہے بلکہ اگر عقل ہوتی تو سمجھتا کہ تفسیر مذکور مین صاف و صریح
مدار حرمت کا ذکر غیر حق سبحانہ پر وقت موت کے رکھا اور ذکر و تصویت
باسم غیر کو ذبح پر سبب حرمت کا ٹھہرایا ہے پس دعوے صاحب رسالہ کا
کسیطرح سے ثابت نہین ہے اور نیز اسی تفسیر شریف مین تصریح
فرما دی ہے کہ مطہر سے مراد خاص ذکر اسم مبارک حق سبحانہ کا ہے
جو ذبیحہ پر لیا جاوے پس صورت متنازعہ مین جب بلا شرکت تشہیر
صرف نام حق سبحانہ پر ذبیحہ کیا گیا مطہر بلا معارض موجود ہو پس حکم حرمت
کا بموجب حکم صاحب تفسیر کے مردود ہے سادسًا لکھا فثبت حرمة الذبیحة
المنذورة لغیر اللہ بالکتاب والسنة واجماع الامة اما الکتاب
فقولہ تعالی او فسقا اهل به لغیر اللہ کما مر والسنة قولہ علیہ السلام
لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ الخ **اقول** حال تفسیر کتاب کا سابقا بالاجمال
لکھا گیا اور حال شرح سنت کا یہہ ہے تفسیر روح البیان مین فرمایا ہے
وفی الحدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ قال النووی المراد به الذبح
باسم غیر اللہ کمن ذبح للصنم او لموسی او لغیرهما وذکر الشیخ الماوردی
ان ما ذبح عند استقبال السلطان تقربا الیه افتی اهل بخارا بتحریمہ
لانہ مما اهل به لغیر اللہ وقال الرافعی هذا غیر محرم لانهم انما یذبحونه
استبشارا بقدومه وهو مثل هذا لا یوجب التحریم کذا فی شرح المشارق
لابن الملک الخ سابعًا لکھا والاجماع فقد اجتمعت الامة من لدن زمن
خیر القرون الی یومنا هذا علی حرمة الذبیحة لغیر اللہ ولو بالتسمیة

لانه اهل به لغیر الله ومن خالف الاجماع فقد خلع ربقة الاسلام من
عنقه الخ **اقول** اوخال ذبیحہ کا جو بہ تسمیہ حق سبحانہ ذبح کیا گیا ہو حکم
آیت کریمہ مین بالاجماع اور پھر تفریع خلع اسلام کے اوسپر در پردہ جرائت
ولا ناجہال کو ہے تکفیر ائمہ اسلام پر جا لانکہ اطلاق ذبیحہ لغیر اللہ اور اہل بہ
لغیر اللہ کا بموجب تصریح جماہیر ائمہ دین کی اوسیوقت صحیح ہے کہ جب
بجائے تسمیہ کے عند الذبح اسم غیر کا انفرادًا یا اجتماعًا لیا جاوے **ثامنًا**
وقت ذبح کسی کا نام لینے سے اگر بطور شرکت کے ساتھ خدا کے ہو تو بموجب
ہمارے مذہب کے ذبیحہ حرام ہوجاتا ہے اور اگر بطور شرکت کے نہو بلکہ
بطور تبرک و تعظیم کے ہو تو اوسکو بالاجماع حرام لکھنا اور حکم اطلاق کفر محض مرا
باطل ہے رجل ضحی وذبح وقال باسم الله وباسم محمد او باسم نبی علیه السلام
قال الشیخ محمد بن الفضل ان اراد الرجل بذکر اسم النبی صلی الله
علیه وسلم تبجیله وتعظیمه جاز ولا باس به وان اراد به الشرکة
مع الله تعالی لا یحل الذبیحة هکذا فی البرجندی وقاضی خان وغیرهما
من الکتب **تاسعًا** حرام ہوجانا ذبیحہ کا ذکر اسم غیر سے وقت ذبح کے بقصد
شرکت حق سبحانہ کے اگرچہ ہمارے مذہب مین عام ہے لیکن بہت ائمہ
اہل سنت کا یہہ بھی مذہب ہے کہ اگر کتابی بنام مسیح یا عزیر کے مثلاً ذبح کرے
تب بھی ذبیحہ حلال ہے پس علی الاطلاق حکم قطعی حرمت کا کر کے کفر کا
قایل ہونا بیجا ہے وہ ائمہ لکھتے ہین کہ کتابی اگر بسم اللہ کہے گا تب بھی مراد اوسکی
غیر خدا ہوگا اور ہمارے علما اور مذہب میں فرق یہ ہے کہ اعتبار لفظ و ظاہر کا ہی

نہ باطن و نیت کا پس جبکہ نام مسیح کا لیا جاویگا داخل اہل بہ لغیر اللہ کے ہو جاویگا
اور جب نام صرف حق سبحانہ کا لیا جاویگا حلال ہوگا بسبب تسمیہ حق سبحانہ کے
اگرچہ ارادہ و نیت فاسدہ ہو تفسیر روح البیان میں ہے لو ذبح يهودي او
نصراني على اسم غير الله كالنصراني يذبح باسم المسيح فذهب اكثر
اهل العلم الى انه يحل فان الله تعالى قد احل ذبائحهم وهو يعلم ما يقولون
وقال الحسن اذا ذبح اليهود والنصارى فذكر اسم غير الله وانت تسمع
فلا تأكله واذا غاب عنك فكل الخ تفسیر کبیر میں ہے واحتج المخالف
بوجوه الاول انه تعالى قال وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم وهذا
عام الثاني انه تعالى قال وما ذبح على النصب فدل على ان المراد بقوله
وما اهل به لغير الله هو المراد بقوله وما ذبح على النصب الثالث ان
النصراني اذا سمى الله تعالى وانما يريد به المسيح فاذا كانت ارادته ذلك
لم تمنع حل ذبيحته مع انه يهل به لغير الله فكذلك ينبغي ان يكون حكمه
اذا اظهر ما يضمره والجواب عن الاول ان قوله وطعام الذين اوتوا الكتب
حل لكم عام وقوله وما اهل به لغير الله خاص والخاص مقدم على العام
وعن الثاني ان قوله تعالى وما ذبح على النصب لا يقتضي تخصيص قوله
وما اهل به لانهما آيتان متباينتان فلا مساواة بينهما وعن الثالث انا انما
كلفنا بالظاهر لا بالباطن فاذا ذبحه على اسم الله وجب ان يحل ولا سبيل
لنا الى الباطن الخ اور سراجیہ وغیرہ کتب حنفیہ میں فرمایا ہے الكتابي اذا ذبح باسم
الله تعالى واراد به المسيح حل الذبيحة الى آخره اور نیشاپوری میں ہے

قال مالک رحؒ والشافعیؒ وابوحنیفہؒ واحمدؒ اذا ذبحوا علی اسم المسیح فقد
اهلوا به لغیر الله فوجب ان یحرم واذا ذبحوا علی اسم الله فظاهر اللفظ
یقتضی الحل ولا عبرة بغیر اللفظ الی آخره **عاشر الکھا** فاذا علمت هذا
فاعلم ان من ذهب الی جواز الذبیحة المنذورة لغیر الله فهو خارج عن الاجماع فکل الذبیحة
المنذورة لغیر الله ولو بالتسمیة حرام نجس کالخنزیر **اقول تفسیر احمدیہ** میں بعد قول ما اهل به
لغیر الله معناه ما ذبح باسم غیر الله و بعد بیان مسئلہ ہدایہ کے جسمیں
تفصیل ذکر اسم غیر کے وقت ذبح کے ہی فرمایا ہے ومن ههنا علم
ان البقرة المنذورة للاولیاء حلال طیب لانهم وان کانوا ینذرونها
لکن لم یذکر عند الذبح الا اسم الله تعالیٰ الخ پس حکم حرمت قطعیہ
اجماعیہ کا کرنا علماء دین کو کافر ٹھہرانا ہے **حادی عشر** تحقیق مسئلہ نذر
کے یہہ ہے کہ استقلالاً نذر غیر کے کرنا بطور اوسکے عبادت کے البتہ مستلزم
شرک ہے مگر اہل اسلام جو نیاز اولیاء کرام کی کرتے ہیں اطلاق نذر کا استقلالاً
نہیں ہے بلکہ مجازاً گو تاول صحیح ہے حاشیہ منھیہ تفسیر احمدی میں ہے
هذا بالنظر الی قوله تعالیٰ وما اهل به لغیر الله واما بالنظر الی
مسئلة النذر فقد تقرر ان النذر لغیر الله تعالیٰ حرام ونذر الاولیاء
ماول بان النذر لله تعالیٰ وثوابه لهم الی آخره علامہ امام نابلسی رح
نے کتاب کشف النور میں فرمایا ہے نذر الاولیاء بان یصرف
علی فقرائهم المجاورین جائز فی نفسه لان النذر فیه مجاز عن العطیة
والعبرة بالمقاصد دون الالفاظ فکیف یقول عاقل بحرمة قول ا

انسان لولی بعد الموت ان شفا اللہ کریضی فلک عندی کذا فان اہل
الولایۃ فی ھذا المعنی اولی من غیرہم فان القایل یعلم ان ذلک یصرف
فی مصالح الخدام لذالک الولی وللفقرا فیجعل ذالک وعدا وعطیۃ تصحیحا
لقول المؤمنین واما اصرار بعض الناس علی تحریم ہذہ الامور بغیر
دلیل قطعی فموجب عدم الحیاء من اللہ تعالی فان الحرام فی مقابلۃ
الفرض یحتاج فی ثبوتہ الی دلیل قطعی الی آخرہ ملخصا وملتقطا اور تفسیر
روح البیان وغیرہ مین بھی یہہ مسئلہ مصرح ہے پس یہہ حکم کفر کا علی الاطلاق
کردینا گمراہی ہے **ثانی عشر** لکہا والشاہد علی ذالک تفسیر النیشا فوری
قال اجمع العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی
غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد ا ہ **اقول** اسمین ذکر نذر اولیاء
کرام کا نہین ہے نہ اوسکو آیت کریمہ وما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل کیا ہے
بلکہ بمناسبت حرمت ذبیحہ وما اہل بہ لغیر اللہ کی حرمت ذبیحہ مذکورہ
کو جو بسبب مرتد ہوجانے مسلم کے بوجہ عبادت وتقرب غیر خدا تعالی
عارض ہوگئی ہے ذکر فرمادیا ہے جیسا دستور عامہ علما کا ہے کہ
بادنی مناسبت مسایل ایک بحث کو دوسرے بحث مین واسطے بسط کلام
کے ذکر فرمادیا کرتے ہین اور اگر حکم حرمت کا بوجہ شمول آیت کریمہ وما اہل بہ
لغیر اللہ کے ہوتا تو حاجت قید لو ان مسلما کی کیا ہوتی حالانکہ اس مسئلہ تقرب
مین مسلم وکتابی کا فرق ہے تفسیر کبیر مین ہے قال العلماء لو ان مسلما
ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ

ذبیحۃ مرتد وھذا الحکم فی غیر ذبائح اھل الکتاب اما ذبائح اھل الکتاب
فتحل لنا الی آخرہ **ثالث عشر** یہہ لکھا وایضاً فتاوی ابواللیث السمرقندی
اوضح منہ قال الناذر لغیر اللہ ان قصد بالنذر التقرب الی غیر اللہ
وظن انہ متصرف فی الامور کلھا دون اللہ فنذرہ باطل وارتدادہ
ثابت وان قصد بالنذر التقرب الی اللہ وایصال الثواب الی اولیاء
اللہ ویعلم انہ لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ ویجعل الاولیاء وسائل
بینہ وبین اللہ تعالیٰ فی حصول مقاصدہ فلاحرج فیہ وذبیحۃ حلال
طیب ھذا ھو الصواب وعلیہ عمل المشائخ وایضا اجمع علیہ اھل البخارا
اقول اگر صاحب رسالہ کو عقل سلیم و فہم مستقیم ہوتا تو اسی قول
فتاوے سمرقندی کا مطلب سمجھکر ہرگز علی الاطلاق حکم کفر
ناذر لغیر اللہ کا اور حکم عام حرمت منذور لغیر اللہ کا نکرتا بلکہ جیسے کہ فتاوے
سمرقندی کی اس عبارت مین ناذر لغیر اللہ ایک شق پر کافر اور دوسری
شق پر غیر کافر اور ذبیحہ اوسکا حلال فرمایا ہے صاحب رسالہ بھی
اس تقسیم کا قایل ہوتا اور مسلمانو نپر علی الاطلاق حکم کفر کرنے کی
جرأت نکرتا **رابع عشر** یہہ لکھا وایضاً فی فتاوی خوارزم مجوسی
قال لمسلم اذبح ھذہ الشاۃ للنار فذبحھا لاتوکل لانہ اھل بہ لغیر اللہ
اقول بر تقدیر صحت نقل کے کہا جاتا ہے کہ یہہ قول جسین بلا تفصیل
علی الاطلاق ذبیحہ مذکورہ کو داخل اہل بہ لغیر اللہ اور حرام کردیا ہے مخالف
کتب مشہورہ کے ہے پس ترجیح اوسکی ناجایز ہے کہ اوسکے بموجب اوس

اجماع کافر کے جزم حکم کفر اہل اسلام کا کردیا جاوے فواید بزازیہ میں ہے
مجوسی گاوی بمسلمانی داد کہ بنام نار کہ معبود اوست ذبح کنند مسلم بنام خدا
ذبح کرد گوشت او حلال است کذا فی کتب الفقہ و فی جامع الفتاوی والتاتار
خانیۃ مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لآلہتہم توکل لانہ
سمی اللہ تعالی الخ خامس عشر پھر لکھا وایضا فی درالمختار ذبح
لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم [illegible] الخ
اقول حاصل اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر ذبح مذکور [illegible]
کے منظور ہو تو وہ [illegible] باتفاق حرام ہے ذبیحہ اوسکا [illegible]
اور اگر صرف خوشامد و مکاری [illegible] رشوت کے منظر ہے [illegible] قدوم
امیر ونکے دستور ہی تو اوسمیں اختلاف ہے اگر بتقدیر حرمت [illegible]
داخل کرنا اوسکا ما اہل بہ لغیر اللہ میں [illegible] ذکر نام غیر کے [illegible]
حکم کفر کرنا بغیر شرک کے سہو اور محتاج تاویل ہے [illegible]
ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں متعلق [illegible] ذبح لقدوم
الامیر کے فرمایا ہے ای انا لم یسم اللہ فی ذبحہا او شارکہ القادم فی
التسمیۃ واما بدون ذلک فلا یظہر وجہ الکفر فی ہذہ التصویرۃ انتہی اور
علامہ طحطاوی نے بھی صاحب درمختار کے کلام پر اشارہ اعتراض و تاویل کا
کردیا ہے قولہ لانہ اہل بہ لغیر اللہ الاہلال رفع الصوت بالذکر وہو منیۃ
ولو ذکر اللہ تعالی خالصا فالاولی ان یقول لانہ تقرب بہ لغیر اللہ تعالی الخ اور اگر
ایصال ثواب ذبح کا واسطے غیر خدا کے اور اطعام فقرا اور اکل احباب مقصود ہے

تو ذبیحہ بلا تامل حلال ہے اور تعظیم و اکرام محبوبان حق سبحانہ کی داخل عبادت و تقرب غیر خدا نہیں ہے بلکہ عین تعظیم و اکرام و تقرب حق سبحانہ ہے بالجملہ حکم حرمت یکفر علی الاطلاق و بالاجماع والاتفاق کرنا جیسا کہ میان صاحب رسالہ نے نامہ محض نافہمی سے ہے مقتضای عقل و دین یہ تھا کہ تحقیق کر کے درمیان اقوال متفرقہ علماء کرام کے تطبیق کرتا اور اہل اسلام کے تکفیر پر نہ تکرتا ملا علی قاری نے مرقاۃ میں بعد نقل قول بغوی کے جو متضمن کراہت ذبح حیوان کو وقت قدوم کے تھا فرمایا ہے و فیہ ان ذبحہ و اکلہ و اطعامہ للفقراء لا وجہ لکراھتہ بل ثبت فی صحیح البخاری انہ علیہ السلام لما قدم المدینۃ نحر جزورا و قال العلماء الضیافۃ سنۃ عند القدوم الخ علامہ امام عابد سندی نے رسالہ ذبیحہ میں فرمایا ہے و تعظیم غیر اللہ تعالی لیس بحرام مطلقا فان تعظیم الانبیاء ثم العلماء ثم الصالحین وکذالک تعظیم ابیہ و شیخہ مطلوب یثاب علیہ فاندفع بھذا ما قیل ان تعظیم غیر اللہ کفر ولو قیل کلامنا فی التعظیم بالذبح قلت ھلم بدلیل یقتضی حرمۃ التعظیم اذا کان اسم اللہ تعالی وحدہ مذکورا الی آخرہ اور کتاب الانوار میں بعد نقل قول ابراہیم مروزی کے لکھا ہے و قال الرافعی مستندہ کا خیطا اعلم ان الذبح باسمہ نازل منزلۃ السجود و کل واحد منہما نوع تعظیم و عبادۃ فمن ذبح لغیرہ عبادۃ کفر و حرمت ذبیحتہ و کذا لو ذبح لہ و لغیرہ علی ھذا الوجہ و اما من ذبح لغیرہ لا علی ھذا الوجہ کما اذا ذبح لرفیق عیرہ او لرضاہ او للکعبۃ تعظیما

لانها بیت الله تعالیٰ او للرسول لانہ رسول الله فلا یحرم ومن هٰذا
القبیل الذبح عند استقبال السلطان لانہ استبشار بقدومہ و
نازل منزلۃ العقیقۃ ومثل هٰذا لا یوجب الکفر وعلی هٰذا اذا
قال بسم الله واسم محمدؐ واراد الذبح باسم الله فقط والتبرک باسم محمد
صلی الله علیہ وسلم ینبغی ان لا یحرم هٰذا کلام الرافعی وصوبہ النووی
ملخصًا واضح ہو کہ صاحب رسالہ نے جو مقام تفصیل و تقیید مین کلام مجمل و مبہم
علی الاطلاق لکھکر حکم کفر و حرمت کا بالاجماع و الاتفاق لازم کیا تھا
اور بین المسلمین شقاق و نفاق قایم کیا تھا اوسکے دفع کے واسطے یہہ
چند امور بہ نہایت اختصار بنظر خیر خواہی برادران دینی کے لکھے گئے باقی
رسالہ مذکورہ کے اغلاط و الفاظ جاہلانہ سے تعرض نہین کیا گیا کہ عوام
اہل اسلام کو چندان سود مند نہ تھا اور اہل علم تو خود حال اوس رسالہ کی خرافات
کا جانتے ہین اب واسطے اون لوگون کے جو اقوال فقہا و محدثین و مفسرین
سابقین جو اس تحریر مین مندرج ہین قبول نہین کرتے ہین اور مقلد و متبع
مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے ہین قدرے کلام مولوی اسمٰعیل صاحب
کا جو اونکے معتقدین نے مجموعہ زبدۃ النصایح مین چھاپا ہے بالاختصار لکھا
جاتا ہے اوسی رسالہ مین مولوی اسمٰعیل صاحب نے فرمایا ہے وجای اشتباہ
درین دیار و درین زمانہ در صورتیست کہ برای مردگان میکنند پس باید دانست
کہ اگر مقصود درین صورت گوشت بود چنانچہ در فاتحہ دستوریست پس
درین صورت حیوان مذبوح حلال است و اگر نذر مقرر کنند پس نذر ہم

اگر بر گوشت واقع ست آن گوشت حلال اگرچه درین نذر گفتگوست واگر مقصود
ذبح برای میت است پس یا بایصال ثواب ذبح باشد یا تقرب بذبح بسوے
میت بود و صور مشتبه درین مقام چہار ست اول آنکه مقصود نذر و نیاز کردن
گوشت باشد و نذر غیر الله مطلقا ممنوع ست الی آخره ملخصًا اور اسی مین ہے
شخصے نذر کند که یک روپیه بیک محتاجی خواہم داد یا به سیدے یا بدرویشی متوکل
یا امثال ذٰلک و سید و درویش گو محتاج نباشند اما خصوصیت ایشان بنظر
سیادت یا توکل نذر برای خدا تعالیٰ ست اگر ہمین طور نذر برای اولیاء
گذشتگان کند روا ست این طریقه صحیح ست الی آخره ملخصاً و طریقه قبیحه
این ست که در عبادت تعظیم شان قصد کند الخ و اگر طریق حسن در دل باشد
اما از زبان لفظ نذر گوید خللے دران ہست یا نے نظر باینکه این لفظ در
شرع مستعمل درین معنی ست که مختص بخدا است بایکه شائبه از مبتدعات
شرعیه دران باشد ادنیٰ آن ست که ترک اولیٰ باشد اما حرام نتوان گفت
و اگر از الفاظ مشترکه بسبب استعمال این دیار اشتراک پیدا کرده گفته آید
باکی نیست الی آخره ملخصًا اور اوسی مین ہے نذر که عوام برائے اولیاء
میکنند ایشان را به سر حد حرام میرسانند اما آن چیز حرام نمیشود اگر نذر کند
که بشرط بر آمدن حاجت گاؤ و ساله نیاز حضرت غوث اعظم قدس سره خواہم کرد
پس حکم این مثل حکم طعام ست اگر نذر بطریق حسن است ہیچ خللے نے و اگر
قبیح ست فعلش حرام و حیوان حلال و شاید ہمین صورت مراد مولانا مبین
ست که در استفتا مندرج ست و در تفسیر احمدی حلت آن واقع گشته

الی آخرہ ملخصاً اور اوسی مین ہے صورت سیوم کہ عوام زمانہ ازان غافل اند کہ بقصد تقرب خدا ذبح کنند و ثواب عبادت ذبح بدیگرے رساند این ہم رواست و جانور حلال و طیب است و برای نفع موتی باید کہ این صورت بہتر از اوضاع دیگر باشد چراکہ ہمہ اوضاع از قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و طعام خورانیدن سوای کندن چاہ و دعا و استغفار و ضحیہ بدعت است گو بدعت حسنہ بالخصوص است مثل معانقہ روز عید و مصافحہ بعد نماز صبح و عصر الی آخرہ ملخصاً اور اوسی مین ہے صورت چہارم اگر تقرب بغیر اللہ بذبح منظور باشد و ہمین است صورت متنازعہ فیہا الخ اور اوسکے حکم مین لکھا ہے چون این کار دل با فعل ذبح جمع شد حیوان مردار گردید و اگر متقرب غیر ذابح است ذابح را باید دید اگر بموجب حکم و قصد او ذبح کند مردار است و اگر خلاف حکم و مرضی او قصد کند حیوان حلال است لیکن حکم مغصوب دارد

الی آخرہ ملخصاً

حررہ العبد الراجی الی رحمۃ خالق الکونین محمد لطافت حسین البدایونی
سلمہ اللہ تعالیٰ

فقیر نے اس رسالہ فیض مقالہ ولفہ مولوی لطافت حسین صاحب کو اول سے آخر تک دیکھا مطابق حق کے پایا اللہ تعالیٰ مولف علام کو جزائے خیر دے اور اس سے گمراہونکو ہدایت فرماوے آمین یا رب العالمین العبد الراجی الی رحمت اللہ الاحد محب احمد البدایونی سلمہ اللہ عن شر حاسد و حسد

بیشک یہہ رسالہ ہدایہ مقالہ میاں نور محمد کے عزیونکے رد مین کافی ووافی ہی اگر میان
صاحب مذکور اسکو بنظر انصاف دیکھینگے تو امید توی ہی کہ مسلمانون کی تکفیر
سے باز آوینگے اور اپنی نافہمی پر نادم ہونگے العبد الراجی الی رحمۃ اللہ الحمید محمد
فضل مجید البدایونے سلمہ اللہ۔

ملا نور محمد نے جو مسلمانونکی تکفیر مین چند خرافات بنام نہاد تحقیق تفسیر ما اہل بہ لغیر اللہ
لکہے تہے اسکے رد مین یہہ جواب باصواب ہے اللہ سبحانہ وتعالی مجیب مصیب کو اجر
خیر عطا فرماوے العبد المفتقر الی رحمۃ اللہ الاکبر محمد عبد المقتدر البدایونی

المجیب مصیب العبد المفتقر الی اللہ تعالی محمد عبد القیوم البدایونی

اصاب من اجاب واللہ تعالی اعلم بالصواب حررہ العبد محمد عجائب احمد البدایونی

مولوی لطافت حسین صاحب کا جواب صحیح ہے اور ملا نور محمد کا رسالہ قبیح ہی خاکسار یونس حسن
بدایونے سلمہ۔

المجیب مصیب والمخالف مخطی العبد الحقیر محمد صدیق السندہی ثم مکی

العبد الحقیر حافظ کرم الدین۔

المجیب مصیب العبد فتح محمد پنجابی عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح والمجیب نجیح فقیر عبد اللطیف عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح محمد انعام اللہ عفی عنہ

المجیب مصیب ولہ ثواب عظیم ومن شک فیہ فقد ضل وعلیہ
وزر عظیم وخزی کبیر فی الدارین حررہ اضعف العباد حسن بن
نور محمد عفی عنہما۔

انعبد محمد عبد الرشید الدهلوی

حامداً ومصلیاً

اس فقیر نے اس رسالہ فیض مقالہ کو ابتدا سے انتہا تک بنظر مطالعہ کیا نور محمد کی سرکوبی
اور اسکے کلام کا ابطال بوجہ احسن پایا خداوند کریم مجیب لبیب کو اجر جزیل عطا فرماوے
اور انکے فیض کو دایم اور قایم رکھے منقہ المفتقر الی اللہ الشکور عبدالغفور صانہ اللہ عن الآفات والشرور

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علی من لا نبی بعدہ ۔ اما بعد فقد تمعنت
نظری فی ہذہ الرسالۃ فوجدت جوابہ صحیحا جزاء اللہ المجیب خیر الجزاء
وانا خادم السادات والعلماء غلام علی ابن المرحوم سید المسند مولوی
سلطان میاں ترمذی الحنفی عفی اللہ عنہما (غلام علی سید)

المجیب مصیب فقیر نے اس استفتا کو اول سے آخر تک دیکھا جو نور محمد نے تحریر کیا ہے کہ منذور
حرام ہے سو یہ بات اسکی اغلط ہے اور حلال کو حرام سمجھنا کفر ہے چنانچہ تفسیر احمدی میں
صاف تحریر کیا ہے کہ بقر منذور حلال اور طیب ہے کہ اوس تفسیر میں بالقصد آیت حلال اور
حرام کا بیان ہے نذبوحہ منذورہ کو حلال طیب لکھا ہے صاحب تفسیر کا مصنف نور الانوار
جو علم اصول وفقہ کا ہے اور عبارت تفسیر کی یہ ہے من ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء
کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر فیہا غیر اسم اللہ تعالیٰ انتہی کذا فی التفسیر
الاحمدیہ مطبوعہ صفحہ ۳۰۲ بمبی اور نزدیک امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہے جو ذبیحہ مسلم کرے
اور قصداً تارک تسمیہ ہے اور اوسکے دلمیں تسمیہ ہے تب بھی مذبوحہ حلال ہے اور وصول ثواب
عبادت مالیہ کا صحیح ہے اور واسطے ایصال غیر کے بھی صحیح ہے چنانچہ مولانا علی القاری فی شرح
فقہ اکبر صفحہ ۶۰ امین تحریر کیا ہے ومن ۔ ادلۃ الدالۃ علی وصول ثواب العبادۃ المالیۃ حدیث

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ فلما انصرف
اتی بکبش فقال علیہ السلام بسم اللہ واللہ اکبر اللہم ہذا عنی وعمن لم یضح من امتی رواہ احمد
وابو داود والترمذی وحدیث الکبشین الذین قال علیہ السلام فی احدہما اللہم ہذا من امتی جمیعا
وفی الآخرۃ اللہم ہذا من محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ احمد والقربۃ فی الاضحیۃ اراقۃ الدم
وقد جعلہا لغیرہ وکذا اعباۃ الحج بدیۃ ولبس المال رکنا وانما ہو وسیلۃ انتہی الرجب تفاسیر
سے اور احادیث سے حلال ہونا ثابت ہے اور فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو قربانی واسطے تمیم
امت کے کی اور قربانی میں مقصود لہو کا جاری کرنا ہے نہ گوشت تب واسطے ایصال کے
مذبوح کرے تو کیا باک ہے ایسی چیز کو حرام کہنا اور کفر سمجھنا اور اعتقاد کرنیوالا خود کافر
ہوتا ہے توبہ کرنا اسکو لازم ہے حررہ العبد المذنب المسکین محمد مرید محی الدین الحنفی القادری المعفو عنہ

محمد مرید محی الدین

اس احقر نے از اول تا آخر اس رسالہ کو بغور دیکھا تو حق بجانب مجیب پایا اور مخالف جاہل
و گمراہ ہے حررہ العبد الضعیف سید عابد حسین عفا عنہ

المجیب مصیب فقیر سید عبید اللہ علی حسینی عفی عنہ

الجواب صحیح وخلافہ قبیح کتبہ محمد طاہر عفی عنہ وعن والدیہ و
عن سائر المسلمین

ہذا الجواب صحیح والمجیب مصیب



المجیب مصیب
[illegible]
[illegible]
عبد القادر عفی عنہ
[illegible] القاضی

هذه الاجوبۃ الصحیحۃ من الروایات المعتمدۃ القویۃ کتبہ خادم الطلاب محمد یعقوب

ابن اسمٰعیل مظفر آبادی عفی اللہ عنہ عن والدیہ وعن سائر المسلمین آمین

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ لحقیر البشر سکندر کان اللہ لہ

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ۔ ما اجاب بہ المجیب ھو الحق المبین جزاہ اللہ

عنا وعن سائر المسلمین الجزاء الاوفی فی یوم الفوز و الیقین حررہ واملاہ العبد

المفتقر الی مولاہ محمد عبید اللہ جعل اللہ آخرتہ خیرا من اولاہ

لاشک ان ھذا الجواب صحیح والمجیب مصیب حررہ الاثیم محمد عبد الکریم

عبد الکریم ۱۲۹۶

المجیب مصیب والمنکر مضل کما قال اللہ تعالٰی یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا

کتبہ الراجی الی مغفرۃ الرحمٰن حکیم حسن محمد خان غفر اللہ لہ ولجمیع المسلمین

خاکسار سراپا انکسار نے اس رسالہ کو ابتدا سے انتہا تک نظر صحت سے مطالعہ کیا حق بطرف مجیب

پایا حررہ کمترین قمر الدین ۔

ذرہ بیمقدار نے ان اوراقوں کو اول سے آخر تک مطالعہ کیا صحیح قول مجیب پایا حررہ قاضی غلام محمد

اصاب من اجاب ولہ عند اللہ ثواب کتبہ الراجی من اللہ الغفران سید عبد الرحمان

عفی عنہ وعن والدیہ ۔

ھذا الجواب صحیح لاشک فیہ کتبہ خادم الشرع قاضی شیخ محمد مرگھی

عفی اللہ عنہ

۱۲۹۵ محمد قاضی

خادم الشرع

الامر کما ذکر کتبہ العبد المسکین السید عماد الدین الرفاعی عفی عنہ تصرا

رفاعی
بن جیلان
سید
عماد الدین

اقول حامداً ومصلیاً ان ما افاد بہ المصنف اللبیب الفاضل فی ہذہ الرسالۃ اللطیفۃ فقد اصاب فیہ الی الحق اصابۃ بینۃ بحسن سعیہ وفاز فوزاً عظیما واما ما قالہ المدعی المخالف الجاہل فی الرسالۃ السخیفۃ فقد اخطاء فیہ خطاءً بیناً وضل سعیہ وخسر خسراناً مبینا حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ الصمد میرزا محمد عفی عنہ وعمن لہ حق علیہ۔

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

راقم الحروف نے اس رسالہ کو تعمق نظر سے دیکھا واقع میں رسالہ کیا ہی ایک آئینہ حق نما ہے یا سالکان مسالک تحقیق کے لئے راہ صفا ہے وہ دندان شکن جواب ہے کہ جس کہ جلے ہوئے دم زدن چہ معنی منکروں کے منہ سے ہیں نہایت حسن و لطافت سے کلام کیا ہے اور توفیق و تطبیق عبارات انکو نہایت متانت کے ساتھ انجام دیا ہے جزاکم اللہ عنا وعن سائر المسلمین بحرمۃ طہ ولیس آمین اللہم آمین یا رب العالمین کتبہ العبد الفقیر الی رحمۃ اللہ القوی نجف علی تجاوز اللہ عن ذنوبہ الجلی والخفی فاطن بلدہ مصطفی آباد عرف رامپور حماہ اللہ عن الفتن والشرور

واضح

ہو کہ مولوی نور محمد فارغ دہمن نشین نے ایک رسالہ بنام تحقیق وما اهل به لغیر الله عرصه دو سال سے چھاپ کر شایع کیا ہے اور اسمین خلاف مذہب منصور جمہور بتقلید محمد بن عبد الوہاب امام وہابیہ بفرقہ مذکورہ سید احمد کبیر اور بر نیاز حضرت پیران پیر رضہ وغیرہما کے مستحل کی تکفیر کی ہے اور یہہ دعوی کیا کہ نزاع سالہا سال جو مابین علما اس مسئلہ مین واقع تھا وہ بتقریر واہی خود اوٹھا دیا اور قول منفصل لکھدیا چونکہ حماقت جامع رسالہ کی ابتدا رسالہ سے ظاہر تھی کہ آپہی اختلاف نقل کرتا ہے اور پہر مستحل کی اوسی مسئلہ مختلف فیہا مین تکفیر کرتا ہے اس سبب سے علماء کرام نے اوسکی طرف التفات نہ کیا کیونکہ بیوقوف قابل خطاب و ردجواب نہین مثل مشہور ہے الجاہل اذا سکت کالجدار و اذا نطق کالحمار مگر اس بے التفاتی کو وہ سمجھے کہ میری تحریر مضبوط سب کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اور بس افتقار کو افتخار جانکر ایسے پھولے پھلے کہ ایک فتوے مصحح بعض علماء مکہ مکرمہ اسی باب مین چھاپ کر شایع کیا جسکے دیکھنے سے عقلاء تو اونکو مکر و حیل کو سمجھ گئے مگر جہلا سمجھے کہ علماء مکہ مکرمہ بھی مولوی صاحب کے ساتھہ متفق ہین اور انکے قول کے معتقد ہین یہہ حال عوام دیکھکر سکوت مناسب معلوم ہوا اور عوام کا سمجھانا ضرور ہوا لہذا جامع مستدل

ومعقول حاوی فروع واصول مولانا مولوی لطافت حسین
صاحب حفظہم اللہ عن کل سوء وشین نے اوسکا یہہ جواب سردست
بطریق اختصار مطابق مذہب اہل حق لکھدیا تا ہر ناواقف اوسکی
ناوانی اور بیہودہ بیانی سے واقف ہوجاوے اور اوسکی چرب زبانی
اور تقریر بیمعنی کے دام مین نہ آوے واللہ الہادی
الی سواء الطریق

راقم

احقر عباد اللہ المنان میر عبد الرحمن کان اللہ تعالی لہ

تازہ خبر

تاجران ذی عز وتمکین وشایقان کتب سے مخفی نرہے کہ ہماری دوکان پہ
ہر ایک فن کی کتابین تمام زبانون مین عمدہ خوشخط وصاف چھپی ہوئی
موجود ہین حسب خواہش دستیاب ہوسکتی ہین اور شایقین بلاد دیگر کے
لئے مطابق فرمایش بارسال نقد قیمت بذریعہ ریل روانہ خدمت ہوسکتی
ہین فہرست تمام مطبوعات ایک پیسے کے پوسٹ کارڈ کے لکھنے سے طلب ہوگا

المشتہر
قاضی علیمیان بن قاضی عبد اللطیف
بمبئی بھینڈی بازار۔ نمبر دکان ۱۰۱